

دوقوی نظر یہ وقت کی ضرورت تھا اور ہے!

محمد افضال

پاکستان کی پشت پر نیبی قوت کار فرما تھی۔ یہ صرف ہند کے مسلمانوں اور عظیم رہنماؤں کی قربانیوں کا ثمر نہیں بلکہ یہ ایک غیبی قوت کی فتح کا دن ہے اس لیے 14 اگست مذہبی تہوار کا مبارک دن ہے۔ اللہ اور اس کے رسول سے تجدید عہد کا دن ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مناجات خلوص دل سے پیش کرنے اور ان کے حضور اپنی نظریہ پاکستان اور نصب العین سے گزشتہ غفلت کا اقرار و خلوص دل سے معافی کی طلب

مصنوعی سے روشنی کو دلیل بنا کر گھٹا ٹوپ اندھیروں کے مظالم، جبر اور اندھے قوانین اسی روز سعید کو طلوع آفتاب آزادی سے اندھیر گمری، کالے قوانین، صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہو گئے۔

میرا اس بات بات یہ قوی ایقان ہے کہ یہ ہمارا مذہبی تہوار ہے جیسے عید الفطر، عید الاضحیٰ یوم عاشورہ وغیرہ۔ لیکن ہماری بہت بڑی بد نصیبی

14 اگست 1947ء تاریخ انسانیت میں ایک انہونی ہونے کا دن ہے اس سے پیشتر اور اس کے بعد انہونی ہونے کے دن انگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں یہ دن انسانی قوت نظریہ کی تخلیق کے اظہار کا دن ہے اس خط زمین (برصغیر پاک و ہند) پر صدیوں سے نظریاتی تنکا تنکا جمع کرنے والے نظریاتی انسان نے اس دن اپنا گھر مکمل کیا۔ جس گھر میں وہ اپنے عظیم نظریہ کے مطابق اپنی آئندہ زندگی آزادانہ گزارے گا۔ گلاب کے پھول کی چکڑیوں پر سے ہر صبح، شبنم کا قطرہ قطرہ جمع کرنے والے ساتی نے اس دن صدیوں کے پیاسے اپنے لاڈلے رند کو آزادی کی شرابِ طہور کا جام تھما دیا۔

صدیوں سے کوچہ و بازار میں خاک میں لتھڑے ہوئے، خون میں نہلائے ہوئے، ظلم کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے انسانی غلام جسموں کی تجارت اسی دن کا عدم ہوئی، غلام گردش در گردش اپنے منطقی انجام سے دو چار ہوئی۔

ان گنت تاریک ماہ و سال کی بیہیمانہ شب اسی سپیدہ سحر کو طلوع خورشید آزادی سے گریزاں ہوئی۔ نور سحر سے، انسانی قلب و ذہن سے جبر و استحصا کی تاریکی سے دور ہوا انسانی ضمیر آزادی کے مبارک نور سے منور ہوئے۔ عوام الناس کی سماعت باطل کی طلسماتی اذانوں اور انسانی بصیرت شیطانی ”سحر“ سے آزاد ہوئی۔

کرنے کا دن ہے۔ 14 اگست 1947ء کے مبارک دن کے موقع پر درج بالا الفاظ سے خراج تحسین پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

ہے کہ ہم صرف اسے سرکاری تعطیل سمجھ کر آرام سے سوتے رہتے کسی قسم کی خوشی کا اظہار نہیں کرتے اس کی سب سے بڑی وجہ ہم نے نظریہ پاکستان سے غفلت اور نا آشنائی ہے، قیام



تاریخی

مزید تقویت ماہرین اقتصادیات نے اپنی تجزیاتی رپورٹ دے کر مکمل کر دیا۔

”اول تو پاکستان کی معیشت کبھی بھی ایک مضبوط مستقل ملک کی ضروریات کا متحمل نہیں ہوگا اور اگر پاکستان ایک ریاست کی طرح دنیا کے نقشہ پر ابھر بھی آیا تو پاکستانی قوم دائماً

انسان میں اپنا نمایاں کردار برقرار رکھنے میں کامیاب ہو جاتی ہے۔

علامہ اقبال اور قائد اعظم جس نظریہ اور نصب العین کیلئے جدوجہد کر رہے تھے اس میں مبالغہ آرائی نہیں کہ انہوں نے حقیقتاً تقریباً ہزار مرتبہ واشگاف اور شفاف الفاظ میں نظریہ پاکستان کی حقیقت یا دو قومی نظریہ کی وضاحت کی ہے۔

دو قومی نظریہ کی حقیقت!

درحقیقت قائد اعظم کے پیش نظر صرف زمین کا ٹکڑا حاصل کر لینا اور دنیا میں اس وقت رائج اشکال حکومت سازی میں سے کسی ایک طرز حکومت کو اپنا کر مسلم ممالک میں ایک بڑے اسلامی ملک کا عہدہ اضافہ مقصود نہ تھا۔



مفلوک الحال زندگی گزارے گی۔“

اس طرح کی سینکڑوں تجزیاتی رپورٹیں عوام الناس اور بالخصوص مسلمانوں میں یہ تاثر قائم کرنے میں کامیاب ہو گئیں کہ مسلمان بالقرض اپنی معیشت اور طرز زندگی بہتر بنانے کیلئے جداگانہ مملکت چاہتے ہیں تو یہ علیحدہ ریاست بنا کر بھی یہ مقصد حاصل نہیں کر سکتے۔ جس معاشی حالت یا جو قابل رحم زندگی وہ متحدہ ہندوستان میں گزار رہے ہیں اس سے بھی زیادہ بدتر زندگی وہ نئی ریاست میں گزاریں گے۔ درحقیقت انہوں نے دو قومی نظریہ کی حقیقت، بنیاد اور کلید کو خود ہی مان لیا۔ یعنی اس حقیقت کے باوجود کہ علیحدہ ریاست میں ان کا معاشی مستقبل تاریک ہے اس کے باوجود مسلمان علیحدہ ریاست حاصل کرنے کی کوشش پر بضد کیوں ہیں۔

تو کانگریس اور ان کے اتحادی

مسلمان اس حقیقت کو خود بھی قبول کریں کہ

اس نظریہ کے متعلق جہاں تک مکمل اختلاف کا تعلق ہے وہ صرف کانگریس کے الزامات بعض صریحاً اور بعض اوقات ذرا سا نظریاتی رنگ دے کر وہ ہندو ہو کر بیان دیتے ہیں اور یہ مخالفین دو قومی نظریہ مسلمان ہو کر بیان دانتے تھے۔ درحقیقت ان لوگوں نے برصغیر کے مسلمانوں کی تاریخ کا سرسری مطالعہ بھی نہیں کیا۔

کیا قیام پاکستان یا دو قومی نظریہ معاشی قوتوں کی چپقلش کا نتیجہ ہے؟

اول تو اب یہ نظریہ کہ محض معاشی قوتیں ہی تاریخ بناتی اور بگاڑتی ہیں چند خاص ممالک اور ایک مخصوص عقیدے کے افراد میں محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ ان افراد کا اختلاف سطحی الفاظ اور سطحی نظریہ مادیت کی حد تک یہ کہا جاسکتا ہے کہ چونکہ مسلمانوں کی اقتصادی حالت خراب تھی اس لیے وہ ایک بہتر معیار زندگی بنانے کیلئے بے چین تھے۔

چونکہ انگریز اور کانگریس کے ہوتے ہوئے وہ کسی طور پر اپنی معاشی حالت بہتر نہیں بنا سکتے تھے اس غرض کو پانے کیلئے انہوں نے ایک جداگانہ مملکت کا مطالبہ کر دیا۔ اس نظریہ معاش کو

دو قومی نظریہ درحقیقت اللہ تبارک

و تعالیٰ کا حکم، منشاء اور رضا ہے۔ بار بار اللہ تعالیٰ نے اس کی تاکید قرآن پاک میں فرمائی۔ مثلاً حزب الرحمن اور حزب الشیطان۔

تحریک آزادی قیام پاکستان میں دو رہنماؤں نے کلیدی کردار ادا کیا۔ علامہ محمد اقبال اور قائد اعظم محمد علی جناح ہیں ان عظیم ترین رہنماؤں کے فرمودات سے دو قومی نظریہ کی حقیقت بہت نمایاں ہیں۔ مثلاً مسلمانوں کیلئے جداگانہ مملکت کی وجہ جواز کیا تھی؟ اس کی وجہ نہ ہی ہندوؤں کی تنگ نظری نہ انگریزوں کی چال، سازشی ذہنیت، یہ اسلام کا بنیادی مطالعہ ہے۔ وہ کون سا رشتہ ہے جس میں منسلک ہونے سے تمام مسلمان جدوجہد کی طرح ہیں وہ کون سی چٹان ہے جس پر ان کی ملت استوار ہے۔ وہ کون سا لنگر ہے جس سے امت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہو۔ وہ رشتہ، وہ چٹان، وہ لنگر خدا کی آخری کتاب قرآن عظیم ہے۔ یہ ہے وہ عقیدہ جو ایک نظریاتی قوم کا نصب العین ہوتا ہے جس سے وہ قوم تمام بنی نوع

تاریخی

مارچ 1944ء کو قائد اعظم نے مسلم یونیورسٹی میں طلباء سے جو خطاب فرمایا اس میں دو قومی نظریہ کی حقیقت یوں بیان فرمائی ”پاکستان اسی دن وجود میں آگیا تھا جب ہندوستان میں پہلا ہندو اسلام لایا۔ اس زمانے کی بات ہے جب یہاں مسلمانوں کی حکومت بھی قائم نہیں ہوئی تھی مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد کلمہ توحید ہے۔ وطن نہیں، نسل نہیں۔ ہندوستان کا جب پہلا فرد مسلمان ہوا تو وہ پہلی قوم فرد نہیں رہا وہ ایک جدا گانہ قوم ہو گیا۔ گویا ہندوستان میں دوسری قوم وجود میں آگئی۔ کروڑوں افراد اور لاکھوں قوموں میں ایک فرد ہی جدا گانہ قوم بن گیا۔“

دو قومی نظریہ اگر گاندھی جی کے

رحم و کرم پر ہوتا تو؟

بانی پاکستان قائد اعظم نے جب بھی مسلمانان ہند کے لیے الگ ریاست کا مطالبہ کیا تو دو قومی نظریہ کا درج بالا حقیقی Version پیش نظر رکھا۔

مخالفین قیام پاکستان ہمیشہ اسی حقیقی version سے عاری رہے۔ اس لیے جب بھی بانی پاکستان نے مسلمانان برصغیر پاک و ہند کو ایک الگ قوم قرار دینے کا دعویٰ کیا تو کانگریس نے اس کو ہمیشہ مسترد کیا۔ قائد اعظم کو قائل کرنے کیلئے جو جواز کانگریس پیش کرتی اس جواز کی وضاحت گاندھی جی نے اپنے ایک خط بنام بانی پاکستان میں یوں کی ”مجھے تاریخ میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ اپنا مذہب تبدیل کرنے والی جماعت اور اس کے بعد کی نسلوں نے اصل حقیقت سے الگ ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔ اگر اسلام سے پہلے ہندوستان ایک قوم تھی تو اسکے باشندوں کی کثیر تعداد کے

مزید یوں بیان فرمایا ”پاکستان کی قومیت بجائے خود پاکستانی ریاست کی وحدت کی اساس نہیں ہے۔ بلکہ فی الحال یہ مجموعی طور پر ہماری قومی ارتقاء کے معاملے میں ثانوی حیثیت رکھتی ہے۔“ وہ سمجھتے تھے کہ ہماری قومی ارتقاء کا باعث دراصل اسلام ہے اور اسلام ہی ریاست کی وحدت و استحکام کا سبب ہے۔ آپ نے مزید فرمایا کہ مغربی منطقے اور مشرقی پاکستان میں بہت بڑا خطہ زمین حائل ہے مگر ہم ایک ہیں۔ قائد اعظم کے نظریہ پاکستان کا پہلا اصول یہ تھا کہ اسلام ہماری قومیت ہے اور اسلام ہی ہماری وطنیت ہے۔ اس تخیل کو عملی جامہ



پہنانے کی قائد اعظم کو ہمیشہ فکر رہی ہے۔ علامہ اقبال نے کیا خوب کہا کہ:

بازو تیرا توحید کی قوت سے قوی ہے
اسلام تیرا دیس ہے تو مصطفویٰ ہے

21 فروری 1948ء میں فوج

کے افسروں اور جوانوں سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ”اب آپ کو اپنی سرزمین میں اسلامی جمہوریت، اسلامی معاشرتی انصاف اور انسانی مساوات کے اصول کے احیاء اور فروغ کی پاسبانی کرنی ہے اس مقصد کیلئے آپ کو ہر وقت ہمدن تیار اور ہوشیار رہنا پڑے گا“

جدا گانہ مسلم ریاست کے اغراض و مقاصد ”اس“ کے علاوہ کچھ خاص مقاصد ہیں یعنی دو قومی نظریہ کے علمبردار علامہ اقبال، قائد اعظم اور تحریک آزادی کے پُر جوش کارکن صرف دین اسلام کی مزید تقویت اور اللہ کی رضا کے حصول کیلئے اپنا الگ وطن حاصل کرنا چاہتے ہیں یعنی قائد اعظم کے اس بیان کو ہی پیش نظر رکھے ہوئے ہیں کہ مسلمانوں کے لیے ایک الگ ریاست کا جواز نہ ہی ہندوں کی تنگ نظری ہے اور نہ ہی شاطر انگریز پالیسی یعنی مسلمان اس قدر کمزور نہیں کہ وہ متحدہ ہندوستان میں رہ کر اپنے مفاد اور زندگی کے بنیادی حقوق کا تحفظ نہ کر سکیں۔

دو قومی نظریہ کسی خاص خطے یا کسی ایک براعظم کے لیے نہیں بلکہ دو قومی نظریہ آفاقی حیثیت رکھتا ہے۔

قرآن مجید نے دو قومی نظریہ کی واضح نشاندہی درج ذیل آیت کریمہ کے مفہوم میں یوں کی:-

”کیا یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اپنے تازعات کے فیصلے نبی اکرم کی بجائے طاغوت کے پاس لیکر جائیں۔“ جو لوگ حضرت محمد مصطفیٰ نبی آخر الزماں پر ایمان رکھتے ہیں، ان سے محبت کرتے ہیں، ان کے اسوہ حسنہ کے مطابق زندگی گزارنا چاہتے ہیں، وہ ایک قوم ہیں۔ ان کے علاوہ باقی تمام مذاہب، اویان، فرقے، مختلف قسم کے نظریات کے پیروکار وغیرہ ایک الگ قوم ہیں۔ یعنی دو قومی نظریہ خیر اور شر کی ”حد بندی“ کرتا ہے۔ اسی لیے یہ ظاہری سطحی مسلمانوں (منافق) کو نہیں بھاتا۔ قائد اعظم نے دو قومی نظریہ کی اصلیت اور حقیقت کو اپنے ایک بیان میں یوں بیان کیا-

”اب ہم اپنے آپ کو پاکستانی کہیں“

تاریخی

تو پل بھر ہندو دھرم اختیار کر لے گا اور یہی گاندھی جی کا مقصد تھا جس کے لیے وہ دو قومی نظریے سے بچنا چاہتے تھے۔

ہندو

دھرم کی نمائندہ

جماعت کا

ظاہری

انفراسٹرکچر

سیکولر ظاہر کیا

جاتا تھا۔ اس

لیے کانگریس کا

ظاہری موقف تھا

کہ مذہب کا تعلق فرد کی

نجی زندگی سے ہوتا ہے۔

وہ تنگ نظر ہندوؤں ہی کی جماعت تھی جن کے لیے مسلمانوں کا وجود ہی حرف غلط تھا۔

دو قومی نظریہ کی نظریاتی حقیقت

سے عاری اور محروم ہونے کا ثبوت گاندھی جی

کے ایک دوسرے خط بنام

محمد علی جناح میں منفرد انداز

سے کہ ”میں اس مفروضے

پر قائم ہوں کہ ہندوستان

میں دو یا اس سے زیادہ

قومی نہیں بلکہ کئی افراد پر

مشتمل یہ خاندان ہے جن

میں سے شمال مغربی منطقوں

یعنی بلوچستان سندھ شمال

مغربی سرحدی صوبہ کے

رہنے والے مسلمان پنجاب

کے اس حصے کے جہاں باقی

عناصر پر حتمی اکثریت ہے

نیز بنگال اور آسام کے ان

حصوں میں جہاں حتمی اکثریت میں باقی

ہندوستان سے علیحدہ رہنا چاہتے ہیں اگر یہ شرط

تسلیم کر لی جائے اور اس پر عمل درآمد بھی

بیان میں کہتے ہیں کہ ہندوستانی مسلمان شہری اور ترک و عرب شہری میں صرف ایک قدر مشترک ہے کہ وہ مسلمان ہیں۔ حالانکہ اس

حقیقت سے

اچھی طرح

واقف ہیں

کہ امت

مسلمہ ایک

جسم کی

طرح ہیں

پھر بھی وہ یہ ظلم

عظیم فرمائیں

اور مسلمانوں سے یہ

توقع رکھیں کہ جب ہندو

اقتدار میں آجائے گا تو مسلمانوں سے رواداری

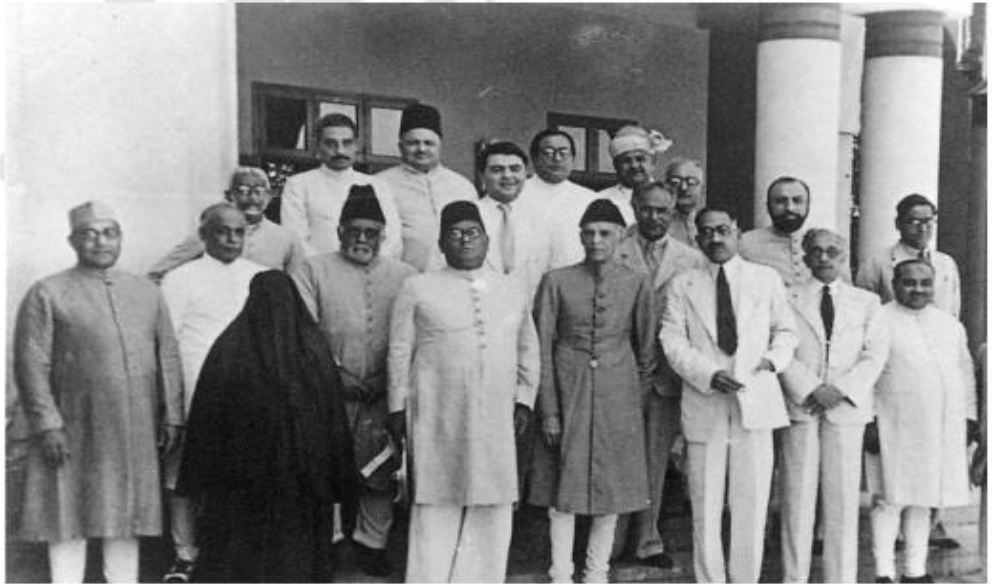
اور انسانی مساوات کے نعرے پر پابند رہے گا۔

یہاں پہ میں علامہ اقبال کا ایک شعر ذرا ترمیم

کے ساتھ پیش کرنا چاہوں گا

مذہب تبدیل کرنے کے باوجود بھی اسے ایک ہی قوم رہنا چاہیے، ایک ہندوستانی سے ممتاز کرنے والی چیز مذہب کے علاوہ اور کیا ہے؟ کیا وہ کسی ترک اور عرب سے مختلف ہوتا ہے۔“ گاندھی جی کے پیش نظر صرف ایک ہی غالب خیال تھا کہ ہندو دھرم، ہندو قوم کو کسی نہ کسی طرح برصغیر پاک و ہند کی حکومت کی لگا میں حاصل ہو جائیں۔ یہ گاندھی جی کی ہم تو بن نہیں کر رہے بلکہ وہ خود ہی اپنے درج بالا بیان میں دو متضاد مقاصد حاصل کرنے کے لیے کبھی تو نجی زندگی کو مذہب سے منسلک کر کے مذہب کو ریاست سے الگ کرنے کی کوشش کرتے ہیں ایسا صرف وہ اس وقت کرتے ہیں جب مسلمان قوم کی نمائندگی کسی نہ کسی طرح کانگریس کو بخشنا چاہتے ہوں اور ہندو قوم کے مفاد کی بات ہو تو ایک ہی وار سے مسلمان اقلیت سے وابستگی کو کاٹ دیتے ہیں۔

ہمارے لیے گاندھی جی کا یہ سخن اور سادگی کی ایک ہی وجہ ہے کہ وہ دو قومی نظریہ کے



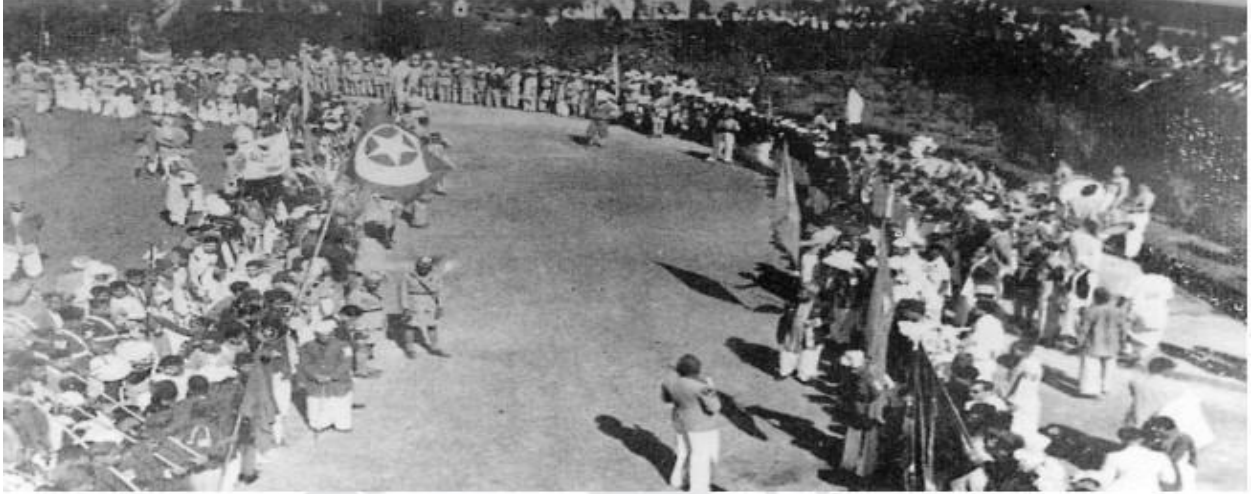
اپنی ملت پر قیاس ”اقوام باطل“ سے نہ کر خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمیؐ مسلمانوں کی زندگی سے انکا مذہب نکال دیں تو باقی بچتا کیا ہے۔ جو بچے گا وہ

حقیقی Version سے عاری تھے۔ ایک مسلمان کو گاندھی جی کس قدر سادگی سے انکی امت سے ہی جدا کر رہے ہیں جیسا کہ وہ درج بالا

بننے دیا اور کانگریس اور اسکے حواریوں میں یہ تاثر دیا کہ یہ ایک تاریخی حادثہ ہے اور انگریزوں نے ایک طرف مسلمانوں پر احسان کیا اور دوسری طرف کانگریس اور دوسری ہندو قوتوں کو یقین دلایا کہ پاکستان بطور جداگانہ مسلم ریاست کی حیثیت سے دنیا کے نقشہ میں صرف چند ماہ یا چند سال بعد نظر

کے بعد بھی وہ دو قومی نظریہ کی عظمت کو نہ سمجھ سکے اس کا ٹھوس ثبوت یہ ہے کہ ہندوستان کی دانشور وزیر اعظم نے سانجھ بنگلہ دیش کے افسوس ناک موقع پر اپنی فتح کا جشن اور نظریہ پاکستان کو شکست دینے کا اظہار ان الفاظ سے کیا کہ ”ہم نے دو قومی نظریہ کو بحر بنگال میں ڈبو دیا“

ہو جائے تو ان صوبوں کے موجودہ حدود تو قطع و برید کے سبب بے معنی اور ناقابل اصلاح حد تک مسخ ہو جائے گی اور ہمارے پاس صرف ان کا کھوکھلا ڈھانچہ رہ جائے گا“ گاندھی جی کی اس تحریر سے ہمارے اس موقف کو مزید تقویت حاصل ہوتی



نہیں آئے گا۔

قیام پاکستان درحقیقت، امت مسلمہ کی نشاۃ ثانیہ، یہ ایک بہت بڑا دعویٰ ہے لیکن یہ مبالغہ آرائی نہیں حقیقت ہے بد قسمتی سے نظریہ قیام پاکستان اور بانی پاکستان کے دو قومی نظریہ کے بارے میں فرمودات کو قیام پاکستان سے قبل ہی چیلنج کر دیا گیا مسلمانان متحدہ برصغیر ان گنت ماہ و سال پر مشتمل جدوجہد کا ثمر، اسلامی جمہوری، فلاحی اور رفائی ریاست کو تاریخی صرف اور صرف ایک تاریخی حادثہ قرار دیا گیا یا مسلم نوابوں، سرداروں اور افسروں کی جاہ طلبی اور ہوس اقتدار سے منسلک کرنے کی بھرپور اور کامیاب سازش کی گئی، اس طرح دو قومی نظریہ یا نظریہ پاکستان کو ابہام کا شکار کر دیا گیا اس وقت موجودہ دنیا میں موجودہ ریاستوں کی ایسی مثال نہیں ملتی ریاست کے معرض وجود میں آنے کے 9 سال بعد تک اس ریاست کا آئین تشکیل نہ دیا جاسکے حالانکہ یہ

یعنی اب بھی ہندو اور باقی دنیا دو قومی نظریہ کی انتہا کو صرف قومیت اور وطنیت کے سوا کچھ نہیں سمجھ سکے۔ قیام بنگلہ دیش سے قبل ان کو ایک دشمن ملک سے خطرہ تھا، بنگلہ دیش بننے کے بعد ہندوستان کو دو مسلم ممالک سے خطرہ ہے۔ جس طرح قائد اعظم نے متحدہ ہندوستان کی وزارت عظمیٰ کو ٹھکرا دیا اور دو قومی نظریہ کو تقویت بخشی اسی طرح کانگریس اور اسکے اتحادیوں نے مسلمان سرکاری افسران کو بھی دو قومی نظریہ سے منحرف کرنے کی ناکام کوشش کی۔ اس کا جواب مسلمان سرکاری افسران نے عمل سے دیا۔ مسلمان سرکاری افسران کی ایک کثیر تعداد نے اس تمنینے کے باوجود کہ پاکستان نہ صرف ان کی تنخواہیں دینے کے قائل بل ہے بلکہ اس ڈانواں ڈول ریاست میں انکا مستقبل کیا ہوگا؟ یہ افسران اپنے روشن مستقبل کو چھوڑ کر پاکستان کیوں آئے؟ کیا پاکستان غیر ملکی سامراج یعنی انگریزوں کے مفاد میں بنایا گیا کہ برصغیر (سوئے کی چڑیا) دنیا کا طاقتور ملک بن جائے گا، چنانچہ اس خوف سے انگریزوں نے پاکستان

ہے کہ گاندھی جی تنگ نظر ہندو تھے جو ہر صورت میں پورے کے پورے برصغیر کو ہڑپ کرنا چاہتے تھے یا کانگریس کی آمریت قائم کرنا چاہتے تھے۔ حیرت تو ان مسلم دانشور، مفکر اور علمائے دین پر ہے جو کہ کانگریس کے پہلو میں بیٹھ کر دو قومی نظریہ کی حقیقی Version کے انکاری تھے۔ افسوس ناک حقیقت یہ بھی ہے کہ ہم بھی دو قومی نظریہ کی اصل حقیقت سے عاری ہیں۔ حصول پاکستان صرف مسلمانوں کی جاہ طلبی تھی؟ اگر قائد اعظم صرف جاہ کے کھوٹے سکے کے حصول کیلئے کاوش کر رہے تھے تو اس حقیقت کو اپنے اور غیر تسلیم کرتے ہیں کہ انہیں متحدہ ہندوستان کے وزیر اعظم کا عہدہ پیش کیا گیا تھا جسے قائد اعظم نے ٹھکرا دیا تھا۔ اب کانگریس اور باقی دنیا کو بھی یہ تسلیم کر لینا چاہیے کہ مسلمان ایک الگ قوم ہیں اور وہ دو قومی نظریہ کی حقیقت سے عاری ہیں۔ وہ پہلے بھی دو قومی نظریہ کو نہ سمجھ سکے اور قیام پاکستان

سے زیادہ خوفناک خطرات کا سامنا ہے اس سے پہلے کبھی نہ تھا۔

یہ وقت کی آواز ہے، آج ہم اپنی بقا کی جنگ لڑ رہے ہیں، آج مسلمان اپنے اللہ کے حضور گڑ گڑا کر دعا کر رہے ہیں کہ

اے ہمارے خدا!

ہمارا اسلامی

تشخص برقرار

رکھو، آج

دشمن نے ہمارے

بنیاد پر حملہ کیا ہے

۔ دو قومی

نظریہ کے تحت

ساری دنیا ہماری

دشمن بن چکی ہے

اور دنیا کے سارے شیطان ہمارے

بنیاد دھوکھلی کر رہے ہیں اور ہم

قومیت، فرقہ واریت، وطنیت میں الجھے ہوئے ہیں

۔ صوبائی تعصب کا اثر دھام نہ کھولے اسلامی تشخص

کو ہڑپ کرنے کے لیے تیار ہے۔ سب سے خوفناک

کے عنصر یہ ہے کہ ہم اس خطرہ سے بے خبر غفلت کی

نیند سو رہے ہیں۔

بہت بڑا المیہ ہے کہ ہماری موجودہ نوجوان

نسل دو قومی نظریہ کی حقیقت سے عاری اور

بے خبر ہے۔ ہمارے سروے کے مطابق 75 فیصد

نوجوان نسل دو قومی نظریہ کی سطحی تعریف کرنے میں

نا کام رہی ہے اور باقی 25 فیصد کا جواب یہ ہے کہ

چونکہ ہم مسلمان ہیں، ہماری تہذیب ہمارا رہن سہن

ہندوؤں سے الگ تھا، انگریز اور ہندوؤں نے

مسلمانوں پر ترقی کے دروازے بند کر دیے تھے اس

لیے مسلمانوں کے لیے انتہائی ضروری تھا کہ وہ

اپنے لیے ایک علیحدہ وطن حاصل کریں۔

اس سے خطرناک بات کیا ہے کہ یہ وہی دلائل ہیں

جس کو کانگریس اور اسکے اتحادی جواز بنا کر دو قومی نظریہ

کو رد کرتے رہے تھے اور آج ہماری نوجوان نسل کی

زبان پر عام ہیں۔

☆☆☆

تقسیم بنگال کے موقع پر ہندو ذہنیت نے اپنی درندگی کا کھلم کھلا کر دیا۔

الخصر اسلامی تشخص دو قومی نظریہ کا علمبردار ہے، یہ ایک آفاقی تشخص ہے، یہ اکبر اعظم کے دور میں بھی اپنی عظمت اور وقار سے قائم و دائم رہا۔

1857ء کی ناکام

تحریک آزادی نے

اس وقت کی دو

عظیم طاقتوں

کو اپنا دشمن

بنالیا، انگریز

اور ہندوؤں

نے مل کر کیا کیا

مظالم نہ دھائے،



مختلف

تہذیبوں کا آ

میزہ صرف

اس اسلامی تشخص کو بگڑانے کے

لیے تیار کیا گیا تھا۔ لیکن دو قومی نظریہ کے حامل اسلا

می تشخص نے اپنا وجود اپنی صورت عین بعین محفوظ

رکھنے میں مسلمان نہ صرف کامیاب ہو گئے بلکہ آج

بھی یہ اسلامی تشخص تابندہ ہے۔

یہ اسلامی تشخص کی اصل قوت ہے۔

اسلامی تشخص یا دو قومی نظریہ اپنی تاریخ کے بدترین

دور سے گزر رہے ہیں۔ دو قومی نظریہ کے حامل

اسلامی تشخص کو موجودہ دور میں جس قدر اپنی بقا کا

خطرہ ہے، اعلان نبوت سے موجودہ دور میں اس

حقیقت ہے کہ آئین قیام پاکستان سے نو سال بعد دستور ساز اسمبلی سے منظور کروایا جا سکا۔

بعض مفکر اور دانشور، انگریزوں اور کانگریس سے اپنی وفاداری چمکانے کیلئے پاکستان کی ضرورت کو تسلیم ہی نہیں کرتے تحریک آزادی پاکستان سے لیکر موجودہ دور تک مذکورہ مفکر دانشور اور ان کی نئی نسل

متواتر و سوسہ پھیلاتے ہیں کہ وطن عزیز کا قیام کو

خاص طبقہ کے مفادات کا محافظ قرار دینے کیلئے سر

گرداں ہیں پاکستان کے نظریاتی تشخص کو مسلسل

مسخ کرنے کی کوششیں جاری و ساری ہے۔ حالانکہ

یہ اہل حقیقت ہے کہ قیام پاکستان کی پشت پر ایک

عظیم عنصر کا رفاہ یعنی دو قومی نظریہ ہے۔

دو قومی نظریہ وقت کی اہم ضرورت ہے!

مسلمانوں کی شروع سے ہی یہ خواہش رہی ہے کہ

انکی اپنی ایک الگ مملکت ہو۔ اس میں وہ اپنے

عقائد کے مطابق اسلامی نظام حیات کو نافذ کر

سکیں۔

مسلمان ایک نظریاتی قوم ہے اسکا

بہی تشخص اعلان نبوت سے لیکر آج

تک قائم ہے۔ اس تشخص کی

منضبط اتنی زیادہ ہے کہ جب اکبر

اعظم نے ضرورت سے زیادہ روا

داری سے کام لیکر ہندوؤں کو ایک

حسین ترین موقع دیا کہ وہ اس پر

وقار اسلامی تشخص کی پیوند کاری

دین الہی کی صورت میں کر سکے ہندو

کے ہاتھ یہ سنہری موقع بھی آیا جب ہندو

عورتیں مغلیہ شہزادوں کے حرم تک پہنچ گئیں اور

مغل اعظم کے دور میں برصغیر پاک و ہند کی خاتون

اول ایک ہندو رانی تھی تب بھی اسلامی تشخص پر

حرف نہ آ سکا۔ حالانکہ مسلمان اور ہندو ایک

دوسرے کے رسم رواج میں شریک ہوتے اور عنان

اقتدار میں انہیں مساوی حقوق حاصل

تھے۔ ایسا سیکولر طرز حکومت آپکو پوری تاریخ انسانی

میں نہیں ملے گا۔

کانگریس سیکولرزم کی داعی؟ کیا

ایسا روا داری، مہذب، قوت و برداشت، انسانی

مساوات کا حامل نظام حکومت برصغیر پاک و ہند

میں قائم کر سکتی تھی اور کر سکتی ہے؟ قطعاً نہیں۔